صحرائے جودھپور میں اردو شعر و ادب کی گلکاریاں (آزادی سے عصرِ حاضر تک)

فخرالنساء بانو
اسسٹینٹ پروفیسر اردو
گورنمنٹ آرٹس کالج، کوٹہ (راجستھان)

ملخص

آزادی کا دن ہندوستان کے لئے وہ مبارک دن تھا جب ہندوستانیوں کو انگریزوں کی غلامی سے آزادی ملی تھی لیکن خودمختار ملک کے ساتھ ہی تقسیم کا منحوس واقعہ رونما بھی ہوا۔ اس سانحہ نے لوگوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ جس سے ملک کے کئی لوگ مثلاً ڈاکٹر، انجینئر، مدرس، مزدور، تاجر، کسان کے ساتھ ساتھ شعراؤ ادبا بھی متاثر ہوئے۔ جس میں بابائے اردو مولوی عبدالحق، حفیظؔ جالندھری، جوشؔ ملیح آبادی، سعادت حسن منٹو جیسی بڑی ادبی شخصیتوں کے نام بھی شامل ہیں۔ اس ماحول سے متاثر راجستھان کا ایک علاقہ خطۂ مارواڑ بھی اپنے آپ کو ہجرت کے حوالے کر بیٹھا۔ لہذا اس علاقے سے بھی شعراء و ادبا ہجرت کرنی پڑی جس سے خطۂ مارواڑ کی ادبی محفلوں کی شمع ٹمٹمانے اور ادبی فضا تاریک راہوں میں گم ہونے لگی۔ اس کے باوجود بھی یہاں کچھ ادبا و شعراء اپنی کوششوں سے اس خطہ کی محفلوں کو آراستہ کرنے لگے رہے اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ جن میں صفِ اوّل کے شعراء میں بیخودؔ دو بیدلؔ، مردان علی خاں راعناؔ، بیدلؔ اور ابراہیمؔ، آزادؔ و بیدلؔ اہم مقام رکھتے ہیں۔ آزاد فضا میں اس خطہ میں ادبی محفلوں نے نثری اور شعری دونوں فضاؤں میں قابلِ قدر کارنامے انجام دیئے۔

ایسے ماحول میں مارواڑ کے ایک تاریخی شہر جودھپور میں ادبی محفلیں آراستہ ہوتی

رہیں جس نے اردو شعروادب کو زندہ رکھا۔ سب سے پہلے جودھپور میں اردو نثری ادب کی بات کریں یہاں ایسے ادباء گزرے ہیں جن کی روشنی سے تقسیم کے بعد بجھتی ادبی شمع کو پھر سے سازگار ہوا مل گئی، اور وہ اپنی پوری آب وتاب سے روشن ہونے لگی۔ جس کی وجہ سے اس خطہ میں اردو نثری ادب کی تمام اصناف مثلاً تحقیق، تنقید، تراجم، افسانہ، ناول، طنز ومزاح نیز نثری ادب پھر سے پھلنے پھولنے لگا۔ ان ادبا میں عصمت چغتائی پیش پیش رہیں۔ جنھوں نے اپنے افسانوی اور غیر افسانوی ادب سے اردو دنیا کے نثری ادب کو بلندیوں پر پہنچا دیا۔ علاوہ ازیں یکتا جودھپوری نے اپنے تذکراتی ادب سے اردو نثر کو نمودار کیا۔ وہیں شنکر جودھپوری کے انشایئے اور کیفی وحسن وجمال کے افسانے اور شین کاف نظام کے تنقیدی ادب پاروں نے پوری آب وتاب سے جودھپور میں اردو نثری ادب کی خشک زمین میں ادبی درختوں کی قطاریں لگا دیں۔ جن سے تمام ہندوستان فیض یاب ہوتا رہا ہے اور رہے گا۔

عصمت چغتائی کی شناخت اردو افسانوی ادب کی دونوں اصناف افسانوی اور غیر افسانوی سے ہے۔ مثلاً ناول، خاکہ، ڈرامے، رپورتاژ اور مضامین، ناولٹ، خودنوشت وغیرہ پر قلم اٹھائی۔ آپ کے اہم موضوعات عورت کا استحصال، سماجی جکڑنوں، تقسیم ملک، قدیم روایتوں اور رسم ورواج کی خلافت، آزادی کے بعد ہندوستانی سماج کے حالات کے ساتھ ساتھ متوسط مسلم گھرانے کے لڑکے اور لڑکیوں کی ذہنی ونفسیاتی کشمکش اور ان کے مسائل ہیں۔ جن کو عصمت چغتائی نے بڑی چابکدستی اور شدّت کے ساتھ نمایاں کیا ہے۔ جس کی بہترین مثال ان کا افسانہ ''چوتھی کا جوڑا'' ہے۔ ساتھ ہی عصمت چغتائی نے جنسیات کو بھی اپنا موضوع بنایا جس کا بہترین نمونہ ان کا افسانہ ''لحاف'' ہے۔ جس پر بہت احتجاج بھی کیا گیا۔ اس کے باوجود آج بھی ان کی تحریریں نایاب ونادر ہیں اور آج کا سماج ان سے متاثر بھی ہے۔ آپ نے کافی ناول بھی تحریر کیے مثلاً ضدی، معصومہ، ٹیڑی لکیر، عجیب آدمی، سودائی، جنگلی کبوتر، ایک قطرہ خوں کا، باندی اور دل کی دنیا ہیں۔

جودھپور کی ادبی تنظیم ''بزمِ ادب'' کے روحِ رواں اور مشہور شاعر یکتاؔ جودھپوری کا مقام مارواڑ میں اردو شعروادب کو فروغ دینے اور جلا بخشنے میں سرِ فہرست آتا ہے۔ اس ''بزمِ ادب کے ماتحت جودھپور میں نثری اور شعری ادبی نشستوں کا مسلسل اہتمام کیا جاتا تھا۔ اسی درمیان آپ بھی تقسیم کے اثرات سے متاثر ہوئے اور ہجرت سے مخاطب ہوکر حیدرآباد سندھ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ نے اردو ادب کے نثری وشعری دونوں سرمایوں کو روشناس کیا۔ ناول، افسانے، تاریخی کتب کے ساتھ ساتھ شاعری اور تذکراتی ادب کی خدمت انجام دی۔ جب چاروں طرف شعری ماحول گرما ہوا تھا ایسے حالات میں جودھپور مں اگر کوئی نثر کی لو جلائے ہوئے تھے تو وہ واحد یکتاؔ جودھپوری تھے۔ آپ کا سب سے اہم کارنامہ چھ ادوار میں منقسم تذکرہ ''بہارِ سخن'' ہے جو خطّۂ مارواڑ کے لئے کسی نادر تحفے سے کم نہیں ہے۔ جس میں محمد اکرم فیضؔ، مردان علی خاں رعناؔ، شاہ عبداللطیف لطیفؔ، نور محمد نورؔ، منشی تھمن لال بہجتؔ، عبدالحئی بیخودؔ، مرزا محمد تقی بیگ مائلؔ، قاضی کبیر احمد کبیرؔ، رضا حسنین بیدلؔ بدایونی، لالہ لچھمی نرائن آزادؔ، انور علی شاہ سانبھری، مظفر علی شاہ اثرؔ، حفیظ اللہ بیکس، کالے خاں ابرؔ، ابوالاسرار رمزیؔ اٹاوی، وحیدالہ وحیدالدین، موہن لال کولؔ، پریم شنکر سریواستو اور ظفرالدین ظفرؔ شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کتاب میں انھوں نے ریاستِ جودھپور اور اس کے نواحی علاقوں میں اردو زبان وادب کی ڈھائی سو سال کی تاریخ کو بھی پیش کیا ہے۔ آخر میں مولف تذکرہ نے خود کے حالات اور کلام کو جگہ دی ہے۔ یہ تذکرہ یکتاؔ جودھپوری کا وہ قابلِ قدر کارنامہ ہے جو اردو ادب کی تاریخ میں آسمانِ مارواڑِ ادب پر ایک درخشاں ستارا ہے جس کو روشنی سے مارواڑ کا اردو ادب تا حیات جگمگاتا رہے گا۔

افسانوی ادب میں شاہد احمد جمالیؔ نے اپنی کتاب ''مشاہیر ادب راجستھان'' میں یکتاؔ کے تین افسانے شائع کئے ہیں۔ ''ناکام آرزو''، ''فتح سنگھ'' اور ''آفتابِ ترکی''۔ جو اردو ادب میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کے یہاں نثر ونظم کا حسین سنگم توازن کے ساتھ دیکھنے کو ملتا ہے۔

مزاحی مزاج رکھنے والے پریم شنکر سریواستو کا شمار راجستھان کے اہم شعراء وادبا کے

ساتھ ساتھ محققوں میں بھی ہوتا ہے۔انھوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثری ادب میں بھی اپنے کارنامے دکھائے۔انشائی ادب میں ان کے کردار عام زندگی سے لئے ہوئے ہیں،کوئی پروفیسر تو کوئی طالب علم ہے،کوئی پڑوسی ہے تو کوئی بے تکلف دوست اور کہیں سیاسی اور تعلیمی حالات کی ترجمانی کی ہے۔حد تو یہ ہے کہ خود اپنی بیوی کو بھی نشانہ بنا بیٹھے۔مثال کے طور پر ان کا افسانہ ’’جو ذرا چھیڑ دیا‘‘ میں شرارتی دوست کا ذکر ہے۔ساتھ ہی ’’مرزا بے تکلف‘‘ میں اپنے بے تکلف دوست کا ذکر ہے۔آپ کا تحقیقی کارنامہ ’’راجستھان کے موجودہ شاعر‘‘ کے عنوان سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا جس کو راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور نے دیوناگری رسم الخط میں شائع کیا۔رمزی اٹاوی پر لکھا گیا آپ کا مونوگراف راجستھان اردو اکادمی نے شائع کیا۔ساتھ ہی ایک اہم کارنامہ ’’راجستھان کے طنز و مزاح نگار‘‘ بھی شائع ہو چکی ہے۔ پریم شنکر شریواستو اردو کے علاوہ انگریزی زبان کے بھی ماہر رہے۔جس کی مثال محمد عثمان عارف کی فن اور شخصیت پر کتاب ’’عارف نقش بندی: دی مین اینڈ پوئٹ‘‘ ہے۔

آزادانہ رویّے کے لئے پہچانی جانے والی شخصیت شین کاف نظامؔ بیک وقت ایک شاعر،محقق،نقاد مترجم و ادیب ہیں۔آپ نے مومنؔ،حالیؔ فراقؔ،غالبؔ،منٹو،عصمت کے ساتھ ساتھ ولیؔ اور انیسؔ جیسی شخصیات پر بھی اپنی غیر جانب دارانہ تحقیقی و تنقیدی رائے کا اظہار کیا ہے۔اردو تنقید کے میدان میں آپ کی دو کتابیں ’’لفظ در لفظ‘‘ اور ’’معنی در معنی‘‘ اہم مقام رکھتی ہیں۔آپ کا تحقیقی کارنامہ ’’ریاستِ جودھپور‘‘ میں رمضان علی رنگیلےؔ کو تلاش کر ان کو مارواڑ کے اوّلین شاعر ہونے کا شرف حاصل کرانا بھی رہا ہے۔تراجم میں ناول ’’اپنے اپنے‘‘ کو ہندی سے اردو میں اور وجے دان دیتھا کی مشہور و معروف تصنیف ’’باتاں ری پھلواری‘‘ کو راجستھانی سے اردو میں منتقل کر ہندی اور راجستھانی ادب کی اردو ادب میں شناخت کروائی۔آپ کی اہم تصانیف ’’مخمور سعیدی‘‘،’’بھیڑ میں اکیلا‘‘،’’غالبیت اور کالی داس‘‘،’’محمد علوی‘‘،’’ندؔا فاضلی‘‘،’’کمار پاشی‘‘ اور ’’وزیر آغا‘‘ اردو ادب میں مشہور و معروف ہیں۔ایک اہم کارنامہ ’’تذکرہ شعرائے جودھپور‘‘ بھی

مرتب کیا جس کو ۲۰۰۰ء میں راجستھان اردو اکادمی نے شائع کیا۔ آپ نے صحافت کے میدان میں بھی اپنے جوہر دکھائے۔ جس کی مثال آپ کے دو رسالے ''میزان'' اور ''بحران'' ہیں۔ آپ نے بڑی خوب صورت اور دلچسپ زبان میں افسانے اور مضامین بھی تحریر کئے جو قاری کو بے ساختہ اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

ہندی اور اردو زبان کے بڑے ماہروں میں سے ایک حبیب کیفی ایک وقت میں شاعر، ناول نگار، افسانہ نگار، ڈرامہ نگار، اور مبصر رہے ہیں۔ اپ کے نثری سرمائے میں افسانوں نے حقیقت کا لباس پہنا ہوا ہے، جس پر صاف زبان کی سادگی اور انگریزی اور ہندی الفاظ کی کشش ہے۔ ہندی الفاظ کی مثال:۔

''جسم پر اس کے کپڑے نام ماتر کے ہیں''۔

اردو افسانہ نگاری میں ان کے افسانے ''وہ تین''، ''ہوٹل''، ''دربار''، ''وہ کہہ رہی تھی''، ''ادھار''، ''خزانہ''، ''انگور''، ''کھائے پیئے لوگ'' اور ''دھوپ کا سائبان'' بڑے قابلِ قدر اور معیاری ہیں۔ آپ کا ناول ''صفیہ'' راجستھان اردو اکادمی نے ۱۹۹۲ء میں شائع کیا۔ یہ ناول مسلم پس منظر کی پرطوں کو کھولتا نظر آتا ہے۔ ڈرامہ نگاری میں بھی آپ نے قسمت آزمائی۔ وہاں بھی کامیاب ڈرامے لکھے اور جو اسٹیج پر کھیلے بھی گئے۔ تجزیاتی طور پر آپ کے نثری سرمائے نے سماجی حقیقت سے پردہ اٹھانے کی ذمیداری بخوبی نبھائی ہے۔

اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے تخلیق کار حسن جمال نے ادبی سفر میں اپنی سادہ، مخلوط اور محاورے دار زبان سے بے شمار افسانوں کی تخلیق کے ذریعے سماج کی نفسیاتی، سماجی اور سیاسی رنگوں کی حقیقی تصویر بنا کر اہلِ ادب کے پیش نظر رکھ دی۔ آپ کے موضوعات سماج میں وقتاً فوقتاً ہونے والے واقعات پر مبنی ہیں۔ افسانہ ''کیا تم میری بیوی سے محبت کر سکتے ہو'' ایک نفسیاتی رنگ لئے ہوئے ہے۔ افسانہ ''اور گھر میں...............'' گھر کی چہار دیواری میں ہونے والے مناظر سے پردہ اٹھانے کا فرض پورا کرتے نظر آتا ہے۔ افسانہ ''تقسیم'' جذبات و احساسات کے

ساتھ کشمکش اور محبت کے سنگم کے بیچ ہماری آنکھوں کے سامنے قانون کی کتاب ہاتھ میں لئے ،قانونی بحث کرتا نظر آتا ہے۔جس میں جیت جذبات کی اور ہار قانون کی ہوتی ہے۔افسانہ ''بھائی جان'' بھی نفسیاتی رنگ لئے ہوئے ہے۔خاکہ ''شوق کی بلندی حوصلے کی پستی'' شاعر کے دوست جفا جوروی پر لکھا گیا بہترین مرقع ہے۔

حسن جمال کے افسانوں کے سات مجموعے دیوناگری رسم الخط میں منظرِ عام پر آئے، جن میں ہندی افسانے بھی شامل ہیں۔مثلاً:۔''اناتھ''، ''بالشت بھر درد''، ''انش انش دنش''، ''آب گینہ''، ''تیسرا سفر''؛''یہ فیصلہ کس کا تھا'' اور چشم دید مجرم۔

ناول ''دینوں کی دنیا'' بچوں کے لئے اور ''قرآن کی کہانیاں'' عنوان سے ایک اہم کتاب منظرِ عام پر آچکی ہے۔''شیش'' عنوان سے ناگری رسم الخط میں ایک رسالہ بھی نکالتے ہیں۔جس کی زبان خالص اردو ہوتی ہے۔جس میں موجودہ دور کے اردو ادب کے شعراء وادبا کی تخلیقات شائع ہوتی ہیں۔دراصل اس رسالے کو اردو اور ہندی کا امتزاج کہنا بجا ہوگا۔

مندرجہ بالا شعراء وادبا کے علاوہ مارواڑ کی سر زمینِ جودھپور پر اے ڈی راہی، نثار راہی، اشراق الاسلام ماہر، ایم آئی ظاہر وغیرہ بھی اپنا اہم افسانوی، تحقیقی اور تنقیدی مقام رکھتے ہیں۔

مختصراً جودھپور میں اردو نثر کو آزدی کے بعد فروغ دینے میں عصمت چغتائی پیش پیش رہیں۔حبیب کیفی اور حسن جمال کا مزاج عصمت چغتائی سے مختلف ہونے کے باوجود بھی چلنے کی بھرپور کوشش کی اور شین کاف نظام نے بھی اپنے تحقیقی اور تنقیدی جوہر سے اردو ادب میں بیش بہا اضافہ کیا۔ان ادبا و شعراء نے اپنے آبِ ادب کے ذریعے مارواڑ جیسی سنگلاخ زمین میں اردو ادب کا درخت کبھی سوکھنے نہ دیا۔

جودھپور کا شعری ادب آزادی کے بعد

نثری سرمائے کے بعد شعری سرمائے کا ذکر کریں تو آزادی کے بعد صحراء جودھپر کی

ادبی فضا میں شعری گلستان کو سجانے میں اہم شعراء میں حفیظ اللہ بیکسؔ، عبدالباری تنہاؔ، کالے خاں ابرؔ، شرف الدین یکتاؔ، وحیدالدین خاں وحیدؔ، ابوالاسرار رمزیؔ، ولی محمد انور غوریؔ، امجد علی امجدؔ، مشکور حسین سیّد نقوی، محمد ابراہیم ابرارؔ، رحمت علی رونقؔ ناگوری، سیّد محمد مرغوب اخترؔ، موہن لال کولؔ، پریم شنکرؔ شریواستو، پی کے شرواستو، حضرت جودھپوری، حکیم ظفرؔ عالم ناگوری اور پارساؔ رومانی وغیرہ نام قابلِ ذکر ہیں۔ جنھوں نے اپنی ادبی صلاحیتوں اور کوششوں سے خطۂ مارواڑ کو اردو ادب کے سرمائے سے نمایاں کیا۔

اردو غزلیات اور نعت میں الفاظ کی تکرار کے ساتھ ساتھ خوبصورت زبان اور بلند مضامین کی بہترین مثال وحیداللہ خاں وحیدؔ کے یہاں بخوبی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اور ان کے کلام میں سنجیدگی کے ساتھ ساتھ گہرائی بھی نظر آتی ہے۔ نمونہ کلام:۔

عشق بے جذب وکشش اک ہوسِ خام کا نام
حسن اک سادہ مرقع ہے ادا سے پہلے

تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کرنے والے شاعر بیکسؔ صاحب اپنے دور کے قابلِ قدر شعراء میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ مختلف علوم میں مہارت حاصل ہونے کے باعث ان کے کلام میں معنی کی گہرائی کے ساتھ ساتھ زور واثر اتنا ہے کہ اشعار اپنے تیور دکھانے لگتے ہیں، اور وہ تیور قابلِ دید بھی ہیں۔ مثال دیکھئے:۔

خدا اور ناخدا دونوں کہاں ہیں
میں بحرِ غم میں ڈوبا جا رہا ہوں

اسی دور کی ایک اور مایۂ ناز شخصیت ہیں منشی کالے خاں جن کو ''لسان السحر'' اور ''عمدۃ اشعراء'' کے خطابات سے نوازہ گیا۔ ان کا شرفِ تلمذ داغؔ دہلوی سے ہے۔ اسی بنا پر ان کی شاعری میں دہلوی رنگ بخوبی دیکھنے کو ملتا ہے۔ ان کی شاعری زبان کی سادگی، سلاست، روانی، نزاکت، نفاست، لطافت، لچک لئے محاوروں کی چاشنی میں ڈوبی ہوئی مارواڑ میں داغؔ اسکول کی

نمائندگی کرتی نظر آتی ہے۔نمونہ کلام دیکھئے:۔

اٹھا جب آنکھ سے پردہ دوئی کا
نظر آیا وہ دل کی آرسی میں

ابوالاسرار رمزؔی اٹاوی کے نام سے مشہور ظہور احمد کئی زبانوں پر مہارت رکھتے تھے مثلاً؛ اردو، فارسی، عربی؛ ہندی اور انگریزی وغیرہ۔آپ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔آپ نے حضرت سیمابؔ اکبرآبادی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور شاعری کی تمام اصناف مثلاً؛ حمد، نعت، غزل، نظم، قطعات وغیرہ میں طبع آزمائی کی ۔۔لیکن رمزؔی اٹاوی صاحب نیک اور خداترس انسان تھے جس کے باعث غزل کے مزاج سے ان کا مزاج نہ ملتا تھا۔اسی لئے غزل کے میدان میں کم ہی طبیعت لگی اور نظم گوئی میں اپنا منفرد مقام بنالیا۔ان کی نظم عالمی ترانہ، جنگ، گاندھی کا خطات، شاعر کا عہد نامہ؛ ریگستانی گاؤں اور سمندروں کے آئینے نادرو نایاب ہیں ۔نظم سمندروں کے آئینے میں تو ان کا علامہ اقبالؔ سا ڈرامائی انداز نظر آتا ہے جس کی مثال مندرجہ ذیل ہے:۔

کوئی سحر کے زمزموں کا کر رہا تھا ترجمہ
کوئی ازل کی شام کا سنا رہا تھا واقعہ
شفق کی سرخیوں پہ کر رہا تھا تبصرہ
کسی شغل چاندنی کا پرسکوں مطالعہ

خطۂ مارواڑ کی سرزمینِ جودھپور میں حضرت علامہ بیدلؔ بدایونی کے تلمذ میں اہم نام حکیم ولی محمد انورؔ غوری کا ہے ۔اس عہد کے بڑے بڑے شعراء حکیم ولی محمد انورؔ غوری کی فہرستِ تلمذ میں موجود ہیں۔جیسے پارس روماؔنی، کاملؔ، آزاد، شمسؔ؛ نیرنگؔ اور رنگینؔ وغیرہ۔

اپنی عام فہم، صاف اور پرلطف زبان کی وجہ سے پہچانے جانے والے حکیم ولی محمد انورؔ غوری کی شاعری میں مانوس اور شیریں الفاظ کا ذخیرہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ان کے نعتیہ کلام کا ہر ایک

شعرا پنے آپ میں عشقِ نبی کی محبت سے لبریز ہے۔شعر ملاحظہ فرمائیے؛۔

دل میں الفت ہے تری سر میں ہے سودہ تیرا
ذکرلب پہ ہے ترا آنکھ میں جلوہ تیرا

آپ کے دو دیوان ''دیوانِ نعت'' اور'' دیوانِ مجاز'' ہیں ۔شعری مجموعہ ''تصویرِ خیال'' نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے۔عشقِ حقیقی سے قریب ہونے کے باعث آپ کی غزلیات میں بھی بڑی گہرائی نظر آتی ہے۔مثال دیکھئے:۔

اے پردہ نشیں آ، تجھے سینے میں چھپا لوں
اس سے نہیں بہتر کوئی پردے کا مکاں اور

امجد علی امجدؔ جودھپوری:۔

اپنی رندانہ شاعری کی وجہ سے'' خیامِ مارواڑ'' کے لقب کے پہچانے جانے والے شاعر امجد علی امجدؔ جودھپوری کی شاعری پوری طرح مستی اور بے فکری میں ڈوبی ہوئی ہے۔ان کی شاعری سننے والے کے دل و دماغ پر خاص نشہ طاری کرتی ہوئی روانی وسلاست کے ساتھ دریا میں غوطہ لگواتی ہےاور مدہوش کر دیتی ہے۔ پریم شنکر شریواستو آپ کے انداز کو بغیر اتار کے طوفان سے تعبیر کرتے ہیں:۔

''مشاعروں میں اپنا کلام جو پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے شعروں کا ایک طوفان امڑا چلا آ رہا ہے اور طوفان بھی ایسا جس میں چڑھاؤ تو ہے لیکن اتار کے کوئی آثار نہیں''۔

ان کی شاعری جہاں جام،خم،صراحی،مےَ اور بوتل کے نغمے گاتی نظر آتی ہے وہیں ان کی نظمیں رشوت،سیاست اور کرسی کے لئے بیجنو دو بیدار بھی ہوجاتی ہیں۔نمونہ کلام:۔

جام پہ منھ رکھ کے روتی ہے صراحی بار بار
کون سے مئے کش کی مٹی کا یہ ساقی جام ہے

ٹھہر جا اے موت کیوں جلدی ہے تجھ کو اس قدر
یہ تو پی لوں میرے حصے کا جو باقی جام ہے

روایتی انداز، شراب، شبِ غم اور حسن وعشق کے پر لطف معاملے وہ بھی شرافت واقدار کے ساتھ سید مشکور حسین سیدؔ امروہی کی شاعری میں ہمیں بڑی چابکدستی سے دیکھنے کو ملتے ہیں۔تمام اصنافِ سخن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ سب سے زیادہ میر انیسؔ سے متاثر تھے۔

نمونۂ کلام:۔

مہ کامل میں داغ آیا گہن میں آفتاب
تصور میں کسی کا روئے روشن بے نقاب آیا

یکتاؔ صاحب نے آپ کو''خوش خلق ملن سار اور پابند وضع انسان'' کہا ہے۔

جودھپور میں استادِ شعراء میں شمار کئے جانے والے شاعر موہن لال کولؔ جو بیک وقت شاعر ونقاد ہیں۔آپ بیدلؔ بدایونی سے اصلاح لیتے تھے۔آپ کے کلام کا مجموعہ''میٹھے بول کے نام سے ۱۹۴۰ء میں شائع ہوا۔۱۹۹۰ء میں راجستھان اردو اکادمی نے آپ کا منتخب کلام'' آئینہ'' کے عنوان سے شائع کیا۔آپ کی مشہور نظم''بھارت کی جنتا سے خطاب'' ملک کی سیاست میں زبان کے نام پر ہونے والے جھگڑوں کی بہترین نمائیندگی کرتی ہے۔روایت اور حقیقت، زندگی کا فلسفہ اور اس کی تلخیاں، مذہب وانسانیت، استحصال اور حب الوطنی کا بہترین امتزاج آپ کے یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔

بنگلوں میں رہنے والوں میں انسانیت کہاں
بجلی کی روشنی میں اندھیرا ملا مجھے

پریم شنکر شریواستو نے آپ کی شاعری کو دل ودماغ اور حالات کی ترجمانی کرنے والی شاعری قرار دیا ہے:۔

''کولؔ صاحب کے شعروں میں دل کی دھڑکنیں ہیں۔ دماغی سوجھ بوجھ

بھی اور زمانے کے بدلتے حالات کی ترجمانی بھی''۔

آپ کو ادبی خدمات کے سلسلے میں جمیعت علمائے راجستھان نے آپ کو''مہتابِ سخن ''اور درگاہ کمیٹی حضرت صفت حسین نے''نقاشِ فطرت'' کے خطابات سے نوازا۔

تقسیم سے متاثر ہوکر ہجرت کرنے والے شعراء میں ایک اہم نام محمد شرف الدین یکتاؔ کا بھی ہے جو پاکستان جا کر آباد تو ہو گئے مگر اپنے وطن کی محبت وعظمت کا پودا اپنے دل میں لگائے ہوئے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ سے اس محبت نے ایک تاریخی تذکرہ مرتب کروایا۔ جس میں جودھپور کے ابتدا سے موجودہ دور کے شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ ''یادگارِ شرقی'' اور''کلیاتِ یکتاؔ'' آپ سے یادگار ہیں۔ یکتاؔ صاحب نے فلسفے اور زندگی کے راز ونیاز بڑی ہنرمندی کے ساتھ بیان کئے ہیں ۔ ان کی نظموں میں روانی اور تسلسل کے ساتھ حسنِ فطرت کی عکاسی بھی نظر آتی ہے۔ نمونہ کلام:۔

بتاؤں کیا ترے جلووں میں کیا کیا دیکھ لیتا ہوں

خدا کی شان قدرت کا کرشمہ دیکھ لیتا ہوں

ہمہ جہت شخصیت کے مالک اور راجستھان کی بڑی بڑی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے شاعر وادیب پریم شنکر شریواستو نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثری کارنامے بھی انجام دیئے۔ آپ نے نثر میں انشائیے، ریڈیائی ڈرامے، مضامین لکھے۔''راجستھان کے طنز ومزاح نگار'' کے عنوان سے کتاب مرتب کی۔ آپ کے انشائیوں کا مجموعہ''پپیہہ''۔''راجستھان کے موجودہ اردو شاعر'' آپ کی تاریخی کتاب ہے۔''تذکرہ بہارِ سخن'' ایک نایاب کارنامہ ہے۔''سخنورانِ جودھپور'' کے نام سے اس خطہ میں ادبی تنظیم کے روحِ رواں اور تاعمر صدر رہے۔ آپ کی شاعری میں زمانے کی تبدیلیاں اور دردِ انسان، مزاحیہ رنگ کے ساتھ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ آپ کے سینے میں اہلِ عالم کے لئے حساس دل ہے۔ نمونہ کلام:۔

مزا تو جب ہے ہر گھر میں نئی جنت اتر آئے

وہ اپنے گھر میں اک جنت بسائیں بھی تو کیا ہوگا

مزاح کے ساتھ سنجیدہ بات کرنے کے انداز سے اپنی الگ پہچان بنانے والے پی. این. شریواستوا حضرتؔ جودھپوری اپنی سادہ تحریر سے انسان کو ہنسانے کے ساتھ ساتھ بڑے سلیقے سے سوچنے پر مجبور بھی کرتے ہیں۔آپ کے طنزیہ نشتر سے سماج کا ہر فرد متاثر ہوا ہے۔اسی لیئے آپ کو پریم شنکر شریواستو نے ''راجستھان کا اکبرالہ آبادی'' کہا ہے۔

آپ کے کلام میں جگہ جگہ انگریزی الفاظ کے ساتھ عوامی الفاظ کی فراوانی نظر آتی ہے۔آپ کے مجموعہ کلام ''ہنسیے ذرا''، ''گنگا جمنی'' مشہور ہیں۔نمونہ کلام:۔

افسری ہے ماتحت کو شان دکھانے کا نام

اور ادب ہے سامنے افسر کے جھک جانے کا نام

چین ملتا ہے کہاں فرمائشیں ان کی غضب

ہے محض ان کی عنایت میرا سر کھانے کا نام

ان کے علاوہ بھی راجستھان کے خطہ مارواڑ کے شہر جودھپور میں شعراء وادباء کی بڑی لمبی فہرست ہے۔جن میں اہم نام سردار علی شوہرؔ جودھپوری،محمودالحسن پارسؔ رومانی،سولومن سی لال رفیقؔ،کرشن سوروپ شریواستو پریمؔ ٹونکی،ایم.اے.رحمٰن عزیزؔ جودھپوری،سید نظر محمد نظرؔ اجمیری،عبد المجید خاں مجازؔ فیروز آبادی،ہدایت اللہ خاں شبنمؔ ،شمس الدین شمسؔ،خورشید احمد سحرؔ جودھپوری،محمد ارشاد خاں ارشادؔ اٹاوی، ڈاکٹر فرید آفریدیؔ؛ امینؔ جودھپوری اور وفاؔ رحمانی کوٹوی ہیں جن کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے خطہ مارواڑ کو روشن کیا اور ادب میں بیش بہا اضافے کیئے۔

موجودہ دور میں بھی جودھپور میں شعروادب کی محفلیں سجتی ہیں۔ان شعراء میں اہم نام سید محمد علی اثرؔ جودھپوری،ایم.اے.غفار رازؔ،اے.ڈی.راہیؔ،سکندر شاہ خوش دلؔ،رومیؔ بھاردواج،

رئیس جودھپوری، منظر قادری، شین کاف نظام، حبیب کیفی، شین میم حنیف، سرفراز شاکر، نثار راہی، انل انور، اقبال کیف، اشراق الاسلام ماہر، مشتاق الاسلام ظاہر اور محمد افضل جودھپوری ہیں جو آج بھی اردو ادب کو اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ نئی نسل بھی شعر و ادب میں اپنے کارنامے انجام دے رہی ہے۔ ان میں اہم نام الفت شاکر، سنجیدہ خانم تنجو؛ سرتاج علی فانی اور برجیش عنبر ہیں۔

مندرجہ بالا شعراء و ادبا کے علاوہ بھی جودھپور میں ایسے شعراء گزرے ہیں اور موجود ہیں جنھوں نے آزادی کے بعد اردو ادب کو اپنی نثری و شعری خدمات انجام دی۔ جن میں حکیم نثار احمد نثار، خورشید علی مہر تقوی، عبدالمجید تاباں، سید ریاض الحسن نیّر، محمد انور الحق نہال، محمد عمر قمر عثمانی، اوم پرکاش آزاد، شری دھر پرواز، مان سنگھ خیال، ہرکشن خیال، شیو نرائن رخ، کرپا کشن رند، ظفر خاں سندھی، نند کشور بوڑا شوخی، لکشمی دت جوشی، عارف، دیسبسّا عاقل وغیرہ کئی اہم نام ہیں جو اردو شعر و ادب فروغ دینے میں اپنا اہم کردار نبھا رہے ہیں۔